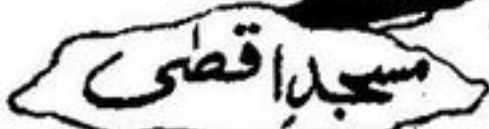


مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم مقانیہ

تط



بیت المقدس کے اس اسلامی عجائب گھر میں موتیوں کی ایک چوکر ڈیڑھ فٹ ہے جس کے بارے میں یہ عبادت مکمل ہو گئی ہے:

إِسْكَمَلَةُ خَشَبٍ صَغِيرَةٍ مُطَعَّمَةٍ بِالصَّدَفِ يَقَطِعُ صَغِيرَةً أَشْبَهَ
بِالْفَسْفَاءِ جَمِيلَةِ الْمَنْظَرِ -

یہاں پرانے زمانے کی موم بتیاں دیکھیں جو بے چوڑے ستونوں کی طرح ہیں۔ ایک موم بتی کی موٹائی تین فٹ اور لمبائی سات فٹ ہے۔

سلطان عبدالحمید خان کا وہ بڑا بھار بھی موجود ہے جو مسجد صخرہ کو بطور ہدیہ بھیجا گیا تھا۔ اس تحائف خانہ میں سینکڑوں تبرکات ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل دیکھنے کے قابل ہیں۔ ۱۔ مسجد اقصیٰ کے منبر کا چھوٹا جس پر کلمہ توحید سونے سے لکھا ہے۔ ۲۔ قریہ خلیل سے کپڑے کا وہ ٹکڑا جو عہد قدیم کے سلاطین نے مسجد اقصیٰ کے لئے بھیجا تھا جس پر کلمہ توحید اور ایک آیت مکمل ہو گئی ہے۔ ۳۔ پرانے زمانے کے دینار و درہم اور دیگر سکہ۔ خاص کر عباسی دور حکومت ۱۳۰ھ کا ایک دینار جس پر کلمہ توحید ثبت ہے۔ ۴۔ کلمہ کا ایک دینار جس پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ درج ہے۔ ۵۔ کلمہ کے ایک دینار پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ كَتَبَ۔ ایک دینار پر کلمہ توحید کے نیچے العِزُّ بِاللَّهِ لکھا گیا ہے۔ ایک دینار پر سورۃ اخلاص اور کلمہ توحید درج ہے۔ اور ایک پر انتصر باللہ امیر المؤمنین قرظ بن اوی کی اشاعت توحید اعتماد علی اللہ کے دلائل تھے۔ آج تو تصویر پرستی کا وہ ہے۔ ہر ایک بادشاہ اپنی شہرت کی غرض سے درہم و دینار پر اپنی تصاویر شائع کرنے کا مشتاق ہے۔ وہ اللہ کا نام کھواتے تو ان کے خزانوں میں برکت تھی۔ آج کل کے سلاطین اپنی تصویروں میں ملک و ملت

کی ترقی سمجھنے لگے تو غیروں کے محتاج اور دستِ نگرین گئے ہیں۔

مکڑی کا وہ تختہ دیکھا جس کے بارے میں لوحِ خشب مختلف من سقف المسجد الاقصیٰ الباریث من العصر الاموی۔ (یہ عہد اموی کے دور کی مسجد اقصیٰ کی چھت کا ایک ٹکڑا ہے۔)

ایک بڑے بورڈ کے متعلق یہ عبارت درج ہے۔ وجدت هذه اللوحة فی تکیة خاصکی زوجة السلطان سلیمان القانونی ومنھا یستدل انھا کانت کجلیه للاشخاص الدین کانوا یتناولون طعامهم من التکیة۔ (یہ تختہ سلطان سلیمان قانونی کی بیگم کے تکیہ سے ملا گویا یہ اس زمانہ میں لنگر خانہ کھانا لینے والوں کے رجسٹر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔)

تحف سے فراغت کے بعد اس مسجد کے دیکھنے کو گیا جو صرف عورتوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس پر المسجد للسیدات خاصۃ کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ یہاں ظہر، عصر، اور مغرب کی نماز ایک اندھا امام عورتوں کو پڑھاتا ہے۔ جو حکومت کی طرف سے مقرر ہے۔ فجر اور عشاء کے وقت یہ مسجد بند رہتی ہے۔ ان دونوں اوقات میں عورتیں مسجد اقصیٰ کی جانب غربی کے گوشہ میں آکر شریکِ جماعت ہوتی ہیں۔

دیوارِ براق وہ جگہ ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی رات براق کو یہاں باندھا تھا۔ درحقیقت یہ سیکس سیمانی کا بقیہ دیوار ہے۔ شادابن اوس، عبادہ بن صامت حضرات صحابہ کی قبریں باب الرحمتہ کے پاس ہیں۔ ابوریحانۃ القرظی کی قبر باب السعدیہ کے ساتھ ہے۔

سیمان علیہ السلام کا روضہ | ظہر کی نماز پڑھ کر کچھ کھانا کھانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا روضہ دیکھنے گیا۔ یہ روضہ مسجدِ صخرہ کے جانبِ مشرق تین سو قدم کے فاصلہ پر بیرونی دیوار کے متصل ایک قفل کمرے میں واقع ہے۔ کمرے کے دونوں جانب جاویدار کھڑکیاں ہیں جن سے قبر دیکھی جاسکتی ہے۔ قبر کی لمبائی سات گز تقریباً ہوگی۔ قبر شمالاً جنوباً ہے۔ یہاں عتقی پیغمبروں کی قبریں ہیں وہ شمالاً جنوباً ہیں۔ کیونکہ اس وقت قبلہ ہی تھا۔ تحویل قبلہ کے بعد یہاں کی قبور شرقاً و غرباً ہیں۔ اس کمرے کے متصل جس سیمان (جیل خانہ) ہے۔ جہاں شریہ جنات کو قید و بند کیا جاتا تھا۔ اس سیمان میں یہاں سے ذرا فاصلہ پر ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے یہاں رہتے تھے۔

جبلِ زیتون | روضہ سیمان کے قریب شمال مشرقی دروازے سے نکل کر جبلِ زیتون دیکھنے کے لئے جبل میں سوار ہونے ہیں میں ایک گمشدہ گریہ ہے جو پاکستانی سواتین آسنے (تقریباً بنتے ہیں۔)

سب سے پہلے سلمان فارسیؓ کے روضہ پر گئے۔ قبر پر حصنہ کا یہ فرمان مکتوب ہے، سَلْمَانَ مَبْنًى
أَهْلَ الْبَيْتِ۔۔۔۔۔ مشہور ہے کہ یہ قبر سلمان فارسیؓ کی ہے۔ مگر زیادہ ثقہ یہ ہے کہ سلمان فارسیؓ
نے بغداد میں وفات پائی۔ اور میاے وبلہ کے کنارے واقع قبرستان میں ان کو دفنایا گیا تھا۔ بعد
میں سیلاب سے قبر گرنے کا خطرہ تھا، تو سلمان فارسیؓ اور حذیفہ بن یمانؓ دونوں کی قبروں کو اس
دور کی حکومت نے منتقل کروا دیا تھا۔ اب سلمان پاکؓ بغداد سے کچھ مسافت پر دور ایک جگہ
ہے، جہاں ان دونوں حضرات کے مقبرے ہیں۔

رفع السیح کی جگہ | سلمان فارسیؓ کے اس مزار سے دو فرلانگ کی مسافت پر جانب جنوب کو
وہ جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام رات کو عبادت کیا کرتے تھے۔ اور جب یہودیوں نے قتل کے ارادہ
پر ان کے اس مکان کا محاصرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں پر اٹھایا۔ اس جگہ کو موضع رفع السیح کہتے
ہیں۔ اس جگہ عیسائی مردوزن کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں ساتھ واسے مکان پر پڑھ کر دیکھیں تو بیت المقدس
کا وہ حصہ صاف نظر آتا ہے۔ جو یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہاں سے داؤد علیہ السلام کا روضہ بھی دکھائی
دیتا ہے۔ ہر شہر کے مغربی جزئی حصہ میں ہے۔ یہ روضہ یہودیوں کے مقبوضہ حصہ میں ہے۔

رابعہ عدویہ کی قبر موضع رفع السیح کے قریب ہے۔ اس پہاڑ پر کئی گرجے ہیں۔ واپسی پر اس پہاڑی
سے پیادہ اترنا۔ اس پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑا کلیسا ہے۔ جو جرمانیہ کلیسا کے نام سے مشہور
ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کلیسا میں ایک فارسی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ساتھ ذکر خداوندی
کیا کرتے تھے۔ اس کلیسا سے آگے حضرت مریم علیہا السلام کا روضہ ہے۔ جو ایک وسیع و عمیق مکان
کے اندر ہے۔ رگ اس تا ایک مکان کے اندر موم بتی جلا کر جاتے ہیں۔۔۔۔۔ مریم علیہا السلام

کی قبر بہت ہی تنگ کمرے میں واقع ہے۔ جہاں پانچ چھ آدمی مشکل سما سکتے ہیں۔ پادری یہاں انجیل
پڑھتے ہیں۔۔۔۔۔ اس عمارت کی تمام دیواریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی
تصویروں سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی زندگی کے مختلف احوال کو ان تصاویر میں پیش کیا گیا ہے۔ مسیحی
رگ خصوصاً ان کے پادری ان تصویروں کو دیکھ دیکھ کر روتے ہیں۔۔۔۔۔ اور اس تصویر بینی اور
عکس پرستی کو اپنی روحانیت کی ترقی و اضافہ کا باعث تصور کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن و جوانی
اور بڑھاپے کی تصویریں۔ ماں کی گود میں جب وہ بوسنے لگے۔ یہودیوں میں جب وہ تبلیغ کرتے
تھے۔ نیز ان کو سولی پر چڑھا کر پھیلایا گیا۔ پتھریوں پر پھینکے۔ ہریم کے روضے اور زمین پر بیہوش
گرنے وغیرہ کی فرضی اور خود ساختہ تصویروں کے دیکھنے سے طبیعت مضطرب ہو جاتی ہے۔ باہر آکر

ایک پادری نے ہم سے پوچھا کہ آپ سچی ہیں۔ (میرے ساتھ آسام کے رفقاء تھے۔) میں نے جواب دیا ہم اس پیغمبر کی امت میں سے ہیں جسکی تشریف آوری کی بشارت صاحبِ روضہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ اس نے کہا کہ مسیح اور مریم کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ میں نے اسکو کہا کہ قرآن پاک کی یہ آیتیں سنئے۔ میں نے سورہ مریم کا دوسرا رکوع و اذکذبت الکتبہ مریم۔ آخر تک تلاوت کیا۔ وہ پادری سنا رہا اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ میں نے مکمل رکوع تلاوت کرنے کے بعد کہا، ہم عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور رسول مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا ہے۔ اس نے کہا کہ تم مریم اور مسیح کے ساتھ اتنی بے پناہ محبت رکھتے ہوئے پھر بھی اسکو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ پادری غصہ میں تھا، چلا کر بولا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اور اسکو یہودیوں نے سولی پر قتل کر دیا تھا۔ اور کنیستہ القیامہ میں اسکی قبر ہے۔ میں نے جوابات دئے۔ اس نے کہا بغیر باپ کے کس طرح بیٹا پیدا ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا اس کا جواب تو قرآن مجید نے دیا ہے۔ ان مثلاً عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔ عیسیٰ کا بن باپ پیدا ہونا آدم جیسا ہے کہ ان کو بن باپ اور بن ماں پیدا کیا گیا۔ اس دو ٹوک اور سادہ مثال پر وہ قانع نہ ہوا تو میں نے الزامی طور پر اسے ایک عالم کا قول پیش کیا۔ کہ اچھا اگر ایسا ہی ضروری ہے تو (معاذ اللہ) پھر دادا کوں ہے؟ اس پر وہ کپڑے بھاڑتے ہوئے چلا گیا۔

افسوس کی بات ہے کہ جہاں کہیں بھی عیسائیوں کا تسلط ہے، وہ برابر اپنے باطل عقائد و افکار کی اشاعت کرتے ہیں۔ مگر مسلمان گائیڈ جو باپ سے آنے والے مسیحیوں کی قیادت و رہبری کرتے ہیں۔ وہ ان مسیحیوں کے عقائد کے خلاف ایک لفظ تک نہیں بول سکتے۔ اس کا علم ہمیں موضع رفع المسیح میں ہوا کہ ایک مسلمان عیسائیوں کو اس جگہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا۔ وہ اتنا بھی نہ کہہ سکا کہ تمہارے عقائد کے مطابق یہ ان کی سولی کی جگہ ہے۔ اور ہمارے مسلمانوں کے لئے یہ جگہ اس لئے متبرک ہے کہ یہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھایا تھا۔ مسیحیوں کے مدارس میں مسلمان بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ امدان مراکز میں پادریوں کی تبلیغ نے بعض عرب نوجوانوں کے عقائد کو متزلزل کر دیا ہے۔ عبداللہ عبدالقادر صلاح نامی ایک نوجوان جو یہاں کا باشندہ ہے اور دمشق یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے۔ اس سے بات چیت ہوئی۔ اس نے دفعتاً عیسیٰ کے بارے میں اپنے جن رجحانات کا اظہار کیا وہ ایک عیسائی کے خیالات تو ہو سکتے ہیں مسلمان کے نہیں۔ ان غلط افکار کے پھیلا نے میں جامعہ اذھر مصر کے سابق شیخ شلتوت (جواب وفات پانچکے میں) کا بھی جہت بڑا حصہ ہے۔ جنہوں نے جمہور اسلام اور تمام امت کے متفقہ عقیدہ کے

بر خلاف وفات سیح کی رائے پیش کی۔ اس غالب علم کو اپنی دلائل پر بہت ناز تھا۔ مگر محمد اللہ اکابرین دیوبند بالخصوص جبر امت متکلم دوران حضرت مولانا شاہ نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر جس انداز سے بحث کی ہے، اس سے اپنی کم استعدادی کی وجہ سے معمولی استفادہ کیا تھا وہ میرے لئے اس مقام میں عزت و سعادت کا باعث بنا۔ (اللہ تعالیٰ ان بندہ گوں کی ارواح طیبہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) علمائے دیوبند کے مقابلہ میں موجودہ اکثر عرب علماء کی علمی قابلیت ایسی ہے۔ ان میں سطحی سرسری معلومات ہیں اور ادبیت ہے۔ ان میں تحقیقی محسوس علوم کا فقدان ہے۔

جامع عشر | یہاں مسجد کو جامع کہتے ہیں۔ بیت المقدس میں مسجد مغرہ اور مسجد اقصیٰ کے
کنیتہ القیامہ | علاوہ تیس تک مسجدیں ہوں گی۔ مگر سب میں اہم اور قابل دید جامع عمر ہے۔
جو کنیتہ القیامہ کے عین مقابل ہے۔ کنیتہ القیامہ شہر بیت المقدس کے درمیان سیحیوں کا ایک
بہت بڑا گرجا ہے۔ یہاں ہر وقت باہر مالک سے آئے ہوئے سینکڑوں مسیحی موجود رہتے ہیں۔
ان کے باطل عقیدہ کی رو سے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ اس گرجے میں انہوں نے
فرضی سولی بنا رکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سولی پر ان کو لٹکایا گیا۔ یہاں وہ گر گئے تھے۔ اس جگہ ان کی لاش
کو رکھا گیا۔ اور یہاں ان کو غسل دیا گیا۔ اس جگہ مریم مٹم کی وجہ سے یہوش ہو کر گر پڑی تھیں۔ عیسیٰ علیہ السلام
کا یہ فرضی مزار ایسی تنگ جگہ میں بنایا گیا ہے۔ کہ اندھ ہانپو اسے عبور نہ کر سکیں۔ اس کی حالت میں جا سکتے ہیں۔
اس بڑے گرجے کے قرب و جوار میں لاطینی۔ آرمینی وغیرہ بے شمار گرجے ہیں۔

کنیتہ القیامہ کے بالمقابل جامع عمر شہ ہے۔ مشہور ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے رحلہ میں بیت المقدس فتح کر کے یہاں کے مسیحیوں اور پادریوں کو امان دیکر چھوڑا۔ (اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ مسیحیوں کے گرجوں یا پرچوں کی کسی چیز کو نہ توڑیں۔) تو اس کنیتہ کے بڑے پادری نے حضرت عمرؓ کو اس گرجہ کے دیکھنے کی دعوت دی۔ (اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ بنت فاقرہ کا گرجہ تھا) حضرت عمرؓ وہاں تشریف لے گئے اور جب گرجہ سے باہر نکلے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ساتھیوں کو نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ پادری نے کہا کہ گرجے کے اندر جگہ ہے وہاں نماز پڑھ لیں مگر حضرت عمرؓ نے وہاں پڑھنے سے انکار کیا۔ اور گرجے سے بیس قدم کے فاصلہ پر جنوب کی جانب اس میدان میں اذان دی اور نماز باجماعت پڑھائی جہاں اس کے بعد مسلمانوں نے جامع عمرؓ کے نام سے مسجد بنائی۔ یہ ان کی فراست تھی۔ اگر گرجے کے اندر وہ نماز پڑھتے تو آج مسلمان بھی وہاں ہمارے نماز پڑھتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گرجے کے بالمقابل مسجد کی تعمیر سے پانچوں وقت اولاد ہی

بند ہوگی اور غیر مسلم اقوام کی ہدایت کا ذریعہ بن سکے گا۔ یہ جامع اگرچہ مختصر عمارت پر مشتمل ہے۔ مگر اپنی تاریخی عظمت، بامقصد وقوع، شاندار عمارت اور ممتاز ستون کی بنا پر قابلِ دید ہے۔ اس مسجد میں ایک کتبہ پر عربی کے یہ چند اشعار پڑھے جو بہت پسند آئے:

- ۱۔ عَفِزًا نَجَعَتْ نِسَاءُكُمْ فِي الْحَرَمِ
- ۲۔ إِنَّ الزَّانَا دَيْنٌ فَإِنَّ أَرْضَ مَنْتَه
- ۳۔ مَت تَّيَزَتْ سِزَتْ بِهِ دَلْوُ مَجْدَارِ
- ۴۔ يَا هَاتِكَا حَرَمَ السَّجَالِ وَقَاتِلَا
- ۵۔ نَوَكُنْتَ حُرَّامَيْنِ سَلَاةً طَاهِرِ

ترجمہ ۱۔ پاکدامن بن جاؤ تو تمہاری بیویاں بھی پاکدامن رہیں گی۔ اور ناشائستہ امور سے بچتے رہو۔ ۲۔ بیشک زنا ایسا قرض ہے جسکو اگر تم نے اپنے ذمہ سے لیا تو تمہارے گھر والوں کو اسکی ادائیگی کرنی پڑے گی۔ ۳۔ جس نے زنا کیا اس سے ضرور بدلہ لیا جائے گا۔ خواہ اس کی دیوالیہ کیوں نہ ہو، اگر تم عقلمند ہو تو سمجھ لو۔ ۴۔ اسے لوگوں کی ابرہہ دینی کرنے والے اور محبت کے راستوں کو کاٹنے والے تو ذلیل و خوار ہو کر رہے گا۔ ۵۔ اگر تو کسی پاکیزہ نسل سے کوئی شریف انسان ہو تا تو مسلمان کی حرمت و عزت کی پردہ دہی نہ کرتا۔

آپ سکھ میں یا مسلمان | جامع عمر سے واپسی پر راستہ میں ایک زہر خانہ دوکاندار نے پوچھا آپ سکھ میں یا مسلمان میں نے اسکی طرف توجہ ہی نہ کی کیونکہ ان معصومہ نیز آوازوں سے ہمارے کان مانوس ہو گئے تھے۔ گھر میں کجیغت نے اونچی آواز سے جب دوبارہ پوچھا اور اس پاس کے دوکاندار بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو مجھ پر جلاب دینا پڑا میں نے کہا کہ ڈاڑھی سکھوں کا شعار ہے یا مسلمانوں کا۔ تم اتنے بے شرم ہو گئے ہو کہ ڈاڑھی کی وجہ سے ایک مسلمان کو سکھ کہتے ہو۔ کیا تم ڈاڑھی سے مسلمانوں کی وجہ سے عیسائی کہلاؤ گے۔ ڈاڑھی تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تمام پیغمبروں کے چہرے اس مبارک شعار سے مزین تھے۔ افسوس کہ تم اس مقدس زمین میں رہ کر حضرت کی سنت کی توہین کر رہے ہو۔ اس کے ساتھ دوکاندار نے کہا۔ چونکہ جنگ عظیم میں یہاں سکھ راجت رہ چکی ہے۔ اسی بنا پر اسکو شبہ ہوا۔ میں نے کہا جنگ عظیم کے وقت یہ کہاں موجود تھا۔ اس نے کہا میں باپ اور بزرگوں سے ان کے واقعات سنے ہیں۔ میں نے کہا کہ ماں باپ نے اسکو یہ نہیں بتایا

کہ ہمارے باپ دادوں کی بھی ڈاڑھیاں تھیں۔

چشمہ ایوب علیہ السلام | صبح کو وادی کردون ادمین ایوب دیکھنے گئے بابِ عمر کے راستے نیچے وادی کی طرف روانہ ہوئے۔ بابِ عمر مسجدِ قسطنطنیہ کی جانب جنوب کو ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس سے حضرت عمرؓ فتح بیت المقدس کے وقت داخل ہوئے تھے۔ اس دروازے سے چشمہ ایوب پھر فرلانگ نیچے وادی میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس چشمہ سے ایوب علیہ السلام نے غسل فرمایا تھا۔ اب یہاں کنوئیں ہے۔ اور اس پر واٹر پمپ لگا دیا گیا ہے۔ یہاں کے بعض مسلمان اپنی میت کو غسل دینے کے لئے یہاں لاتے ہیں۔

چشمہ ایوب سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر برکت سلوان ایک تاریخی قدیم چشمہ ہے۔ اس کا پانی موسمِ سرما میں بہت گرم اور موسمِ گرما میں بہت سرد ہوتا ہے۔ برکت سلوان کے دروازے میں جو دوکان ہے اس کے مالک نے ہمیں اس چشمہ کے بارے میں بتایا کہ سلیمان علیہ السلام کے پرپڑتے ملک حذقیانہ یہ چشمہ کھودا تھا۔ اس چشمہ کا منبع یہاں سے ایک سو تیس گز کی مسافت پر دور ہے۔ جہاں سے چشمہ نکلا ہے وہاں تک انسان اس زمین دوڑ مزنگ میں جا سکتا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس چشمہ کا پانی ذائقہ میں زمزم کی طرح ہے۔ ترک بادشاہوں نے اس چشمہ کی مکمل صفائی اور مرمت کی تھی۔ یہودیوں نے ترکی حکومت کے عہد میں اس چشمہ کے آس پاس زمین کو خریدا۔ اور اس متصل زمین خریدنے کا بھی فیصلہ ہونے والا تھا۔ مگر عین موقع پر یہاں کے دیندار لوگوں نے ترکی حاکم کو اطلاع دی۔ اس نے حکم دیا کہ اس زمین میں مسجد تعمیر کر دی جائے۔ چنانچہ وہ جامع اب تک موجود ہے۔ دوکاندار نے مزید بتایا کہ اس وادی کا ذکر تورات میں موجود ہے۔ تورات نے اس وادی کو وادی کردون کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ دوکاندار وعودۃ الاحرار کا ایک سرگرم رضا کار ہے۔

وعودۃ الاحرار اخوان المسلمین جیسی ایک مذہبی جماعت ہے جس کا مرکز لبنان ہے مگر یہ جماعت اخوانیوں کی مخالف ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اخوانی صرف افکار پیش کرتے ہیں عملی کام نہیں کرتے مگر وہ حقیقت دینی، مذہبی اقدار اور اسلامی روایات کی ترویج و اشاعت کے لئے جو مساعی جلیلہ اخوان المسلمین سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکتی۔ اخوانیوں کے دلوں میں مذہبی دینی جذبات ہیں۔ اور ملک میں قرآن و حدیث کی اشاعت کے واسطے ہیں۔ ان ملک میں بھی ایک جماعت ہے جو کلمہ حق بلند کرنے میں مصروف بہاد ہے۔ صد ناصح کے حامی لیگ ان عدول جماعتوں کے مخالف ہیں۔ ان کا الزام ہے کہ یہ امریکہ کی قائم کردہ جماعتیں ہیں۔ یہاں فلسطینی ہابو

ناصر کے مدّاح و شیدائی ہیں۔ ایک فلسطینی نے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ نَوَسُّوْهُ قُلُوْبِنَا نَوَجَدَتْ بِذَا خِلْعَةِ النَّاصِرِ۔ اگر ہمارے دلوں کو چیرا جائے تو ان کے اندہ ناصر ہی ہوگا۔

دعوتِ الاحرار کے اس رضا کار نے رخصت ہوتے وقت یہ جملہ مکرر کہہ کر کہا: اِنِّیْ اَطُوْقُ اَمَانَتَیْ بِعَنْقَبِکَ فَاَوْصِلْهَا اِلٰی عَلَمَاءِ بَاکِسْتَانِ وَجِئْتُ اَنْتَ یَسْتَعْبِلُوْا مِنْ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ نَاذِرِ الْحَرِیَّةِ حَرِیَّةِ الْاِسْلَامِ غَیْرَ خَائِفِیْنَ عَنْ تَوَعُّی الْبَاطِلِ۔ ”میں آپ کو ایک امانت سپرد کرتا ہوں جسکو آپ علماء پاکستان تک پہنچائیں کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں حریتِ اسلامی کی آگ سلگائیں اور اقدارِ اسلامی کو زندہ کرنے میں ہر باطل قوت کا مقابلہ کریں۔“

دادئی کدروں کے یہ تبرک شاید دیکھنے کے بعد قلعہ قدس دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے۔ یہ قلعہ بیت المقدس کی جانب جنوب مغرب میں ہے۔ راستہ میں یہودیوں کے مکانات دیکھے جن کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ راستہ ہی میں بابِ داؤد بھی دیکھا جہاں سے داؤد علیہ السلام کے رومہ کی طرف راستہ ہوتا ہے۔ یہ دوازہ اب بند ہے۔ قلعہ کے اندہ جانے کی اجازت نہ ملی۔ یہاں ان دنوں فوج کی کڑی نگرانی ہے۔ قلعہ کے جانب مغرب یہودیوں کا مقبوضہ شہر ہے جو یروشلم کہلاتا ہے۔

موقف الباصات (بس سٹینڈ) کے قریب جانبِ شمال کو ابراہیم بن ادھم کی قبر بتاتے ہیں۔ باب العمودی (جو بس کے اڈہ کے قریب ہے) سے دس گز کے فاصلہ پر وہ سنگین بلند دیوار ہے جس نے شہر بیت المقدس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور جسے یہودیوں کے آنے دن کے شر و فساد سے بچنے کی خاطر مسلمانوں نے جنگ بندی کے بعد رضا کارانہ تعمیر کیا ہے۔ اس دیوار کے مغربی جانب یہود رہتے ہیں جسکو القدس الجدید کہتے ہیں۔ کسی نے بتایا کہ بیت المقدس سطحِ سمندر سے دو ہزار تین سو فٹ کی اونچائی پر واقع ہے۔ اس لئے سردیوں میں برف باری ہوتی رہتی ہے جون ادد جولائی میں بھی یہاں بہار جیسا موسم رہتا ہے۔

اردگرد کی بستیاں | بیت المقدس کے اردگرد مندرجہ ذیل بستیاں قابلِ دید ہیں: —

مکمرہ، عیزریہ، سود باصرہ، الدحیشہ، قریہ خضر، بیت اللحم، علحول، خلیل، قریہ بنی نعیم، (دور)، یطّا، سمورج، بنت امر، صدیف، سیر، ایشورج، اریحا۔ ان بستیوں کے دوکاندار بیت المقدس کے متوک فردشوں سے سوائے جلتے ہیں۔ ہر وقت بیت المقدس کے تنگ و تاریک مسقف بازاروں میں ہجوم رہتا ہے۔ بازاروں میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ گھریلو ضروریات کی خرید کا بوجھ صنفِ فلک نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا ہے۔ دیہاتی عورتوں کا لباس تو قد سے پر دے کا ہے۔

مگر شہری عورتوں کا لباس بالکل یورپی ہے۔ کاجھوں کی لڑکیاں عموماً مرد حجام سے سر کے بال بنواتی ہیں۔ اور رٹکے عمدت حجام سے حجامت کرواتے ہیں۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے ہمہ گیر سیلاب نے اس مقدس شہر کے مسلمانوں کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ مناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

دینی علوم سے بے تعلقی اور اجنبی تہذیب سے شغف کا کیا حال ہے؟ اس کا کچھ اندازہ اس سے لگتا ہے کہ صرف اردن اور سعودی عرب کے پچاس ہزار نوجوان فرانس، امریکہ، اور برطانیہ کے کاجھوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور دشمنانِ اسلام کی ذہری آغوشِ تربیت میں تمدن و تہذیب سیکھ رہے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے رٹکے سے دوا لیتے ہیں

ان یورپی تہذیب یافتگان میں اتنی نیند دہاں کی سیسی عورتوں سے شادی کر کے آتے ہیں۔ ان ایمان اور حیا سوز یونیورسٹیوں سے فارغ شدہ نوجوانوں کو دیکھ کر چھوٹے بچوں پر بھی انگریزی اور فرانسیسی زبان کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے باہر سکول کے ایک طالب علم نے مجھ سے پوچھا کہ آپ انگریزی بول سکتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ مگر عربی کو میں پسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے تو انگریزی پسند ہے۔ میں نے کہا عربیوں کی تو انگریزی کے ساتھ کچھ مناسبت ہی نہیں۔ تم تو ڈی اور ڈی بول ہی نہیں سکتے۔ دٹ کو دت اور ڈو کو دو سے تعبیر کرتے ہو۔ دقتس علیٰ هذا انتہائی صدمہ ہوتا ہے کہ اپنے عرب نوجوان بھائیوں کی صورت و سیرت۔ دنع قطع لباس۔ خورد و نوش کے طریقے یورپی استادوں کی طرح ہیں۔ ان پلید ملکوں سے بند ڈبوں میں درآمد شدہ گوشت۔ مچھلی۔ ذبح شدہ مرغ۔ انڈے۔ مرتبے۔ اچار۔ پنیر۔ دودھ۔ دہی۔ مکھن و دیگر اشیاء یہاں استعمال ہوتے ہیں۔ عرب چاول، بھنا ہوا گوشت، پنیر، اچار اور ترشی کی چیزیں بہت پسند کرتے ہیں۔ محض یہاں کا مشہور سالن ہے۔ جو چنے کو پکانے کے بعد خوب پیس کر روغن زیتون اور ترشی کے ملائے سے بنا ہے۔ یہاں عموماً گھی کی بجائے زیتون کا تیل استعمال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تیل گائے کے گھی سے زیادہ مفید اور قوت بخش ہے۔ بعض لوگ تو صبح کے وقت ایک پیالہ روغن زیتون پی لیتے ہیں۔ خاص روغن زیتون یہاں باغی روپیہ سیر ہے۔ روغن زیتون کی پیداوار قدس اور اس کے پاس

باغبانے زیتون سے ہے۔ ٹالس میں زیتون کے کافی باغات ہیں۔ ہر قسم کی سبزی یہاں موجود ہے۔ جو یہاں کی وادیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ تر سبزی اریحہ سے لائی جاتی ہے۔ جو یہاں سے تیس کیلو میٹر کی مسافت پر جانب مشرق کو ایک بہت بڑا شہر ہے۔ وہاں تمام زمین ہموار ہے۔ اور دور دراز تک سنگترسے، مالٹے، کیلے، سیب، امرود کے باغات ہیں۔ اور سبزیوں سے بھرپور کھیت ہیں۔ یہاں بکرے کا گوشت بارہ روپیہ سیر ہے۔ گائے کا گوشت شاذ و نادر ہوتا ہے۔ چینی تو میں نے تمام اردن میں نہیں دیکھی۔ پھلوں کے سیزن میں انگور۔ انجیر۔ آٹھ آنے سیر کیے ہیں۔ اور خشک انجیر دس آنے سیر۔ تمام لوگ روٹی بازاروں سے خریدتے ہیں۔ جو (فروت) مشینوں سے پکائی جاتی ہیں۔ ایک کیلو (سیر) روٹی ایک روپیہ میں ملتی ہے۔ بیت المقدس میں گنگنی پن ماحس۔ بسکٹ، ٹافیوں اور پلاسٹک کے سامان کے معمولی کارخانے موجود ہیں۔ یہاں زیتون کی لکڑی سے مختلف قسم کے توافف بنائے جاتے ہیں۔ جو یہاں کے لوگوں کے لئے معمول آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ آپ ہر جگہ میں ان توافف کی دکانیں دیکھیں گے۔ تیسرے۔ صلیبی نشانات۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ کتے۔ آدمیوں اور دیگر حیوانات کے چھوٹے چھوٹے عجیبے بنائے جاتے ہیں جنکو یورپی سیاح بڑی قیمت سے خریدتے ہیں۔ اور ان جسموں کی شہرتی قیادت کا کسی کو بھی امکان تک نہیں کہ یہ تو کاروبار ہے اس میں شریعت کا کیا دخل۔

اردن کے لوگوں کی مالی حالت اچھی ہے۔ مزدوری چودہ روپیہ روزانہ ہے۔ پولیس کا سپاہی اور فوجی کی تنخواہ چودہ روپیہ ماہوار ہے۔ پیر، اہم کی تنخواہ آٹھ سو سے ایک ہزار تک ہے۔ خطیبوں کی تنخواہ بارہ سو سے پندرہ سو تک ہے۔ روٹے طبقہ کے افراد کی تنخواہیں تو بہت ہی زیادہ ہیں۔ یہاں سہافت سب سے کمزور ہے۔ حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ ایک ادارہ ادارہ التحریر کے نام سے قائم ہے۔ جسکی اجازت کے بغیر اخبارات ایک حرف بھی شائع نہیں کر سکتے۔ اتفاقاً ہمیں (پاکستانی بجاج کے ساتھ) سعودی ویتھرائسز کے اردنی حکومت کے تعاون اور حسن سلوک کے سلسلہ میں شکریہ ادا کرنے کیلئے اخبارات کے دفاتر میں جانا پڑا۔ بیت المقدس سے شائع ہونے والے تینوں اخبارات۔ فلسطین، الدفاع اور الجہاد کے ایڈیٹروں نے معذرت کی اور ہمیں مشورہ دیا کہ ادارہ التحریر سے اجازت حاصل کر لیں۔ انکی اجازت کے بغیر ایک حرف بھی شائع نہیں ہو سکتا۔ اب آئیے آپکو بیرونی مشاہدہ مقامات عزیز۔ بیت اللحم وغیرہ کی طرف سے چلوں۔

۱۰ افرس کہ چند ہی دنوں بعد کم ترکوا من جنات و عیون و ذویع و مقامہ کریمہ و نعمتہ کا نوا فیما نا کہیں کہ ذلک وادشاہ قوماً آخریتہ کا دلخاش منظر پیش آیا۔ العظمتہ اللہ - (س)